امروز قوم من نشناسد مقام من | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸ | روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

جلد ۷ | مورخہ ۸ ۔ رجب ۱۳۲۶ھ علی صاحبہا التحیة والسلام ۔ مطابق ۶ ۔ اگست ۱۹۰۸ء | نمبر ۳۰

سارے جہاں سے اچھا دار الامان ہمارا | ایڈیٹر و مینیجر محمد صادق عفی عنہ | دار الامان ہمارا جنت نشان ہمارا

بقایا دار توجہ کریں وی پی آتے ہیں

تمام اُن احباب کی خدمت میں جن کے ذمہ کچھ بقایا اخبار بدر کا تھا حساب لکھ کر بھیجا گیا اور ساتھ ایک سادہ کارڈ بھی ہے جن پر ان کا نام نمبر رقم مطالبہ مسطور ہے مہربانی فرماکر توجہ سے پڑہیں اور جلدی جواب سے مشرف کریں ایسا نہ ہو کہ ہم وی پی کردیں اور آپ خدانخواستہ واپس کرکے ہمیں دوہرا نقصان پہنچائیں جسے کچھ حساب میں تامل ہو یا اور کوئی وجہ ہو تو وہ لکھ بھیجے اور جو وی ۔ پی وصول کریگا وہ بھی اطلاع دے ۔ کارخانہ کو روپے کی سخت ضرورت ہے اسلئے کسی آئندہ کے وعدہ پر ٹالنا مناسب نہیں ہمنے ارادہ کرلیا ہے کہ جو صاحب قیمت کا بقایا یا چندہ سالانہ اسی مہینے میں نہ دیدینگے ان کے نام اخبار بند کردیا جائے کیونکہ اس طرح ان اصحاب کو بھی اخبار وقت پر پورے حجم کے ساتھ باقاعدہ نہیں بھیجا جاسکتا جو پیشگی قیمتیں دیچکے ہیں بہتر ہے کہ سب احباب جن سے مطالبہ کیا گیا ہے رقم مطلوبہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر مشکور کریں کیونکہ آجکل کا وی پی سسٹم ایسا صاف نہیں کہ اس سے خریدار کا نام و پتہ صحیح طور سے معلوم ہوسکے اور پھر رجسٹر پر مل ہی جائے یہ اسلئے کہ ڈاکخانہ والے اتنی جلدی لکھتے ہیں کہ بہت سے حروف چھوڑ جاتے ہیں دوسرا وہ جس کا مقام پڑھ نہیں سکتے اسے جو چاہتے ہیں لکھدیتے ہیں ۔ سوم وہ نمبر خریداری نہیں دیسکتے جو بہت ضروری ہے پس یہ بہت مفید اور ہمیں ممنون کرنیوالی بات ہے کہ جو رقم آپ سے مانگی گئی وہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں خط کے جواب اور منی آرڈر کے کوپن پر نام اور پورا پتہ مع نمبر خریداری کے خوشخط لکھنا چاہیئے ۔

ہمارا مدرسہ

خدا کے فضل سے خوب ترقی کر رہا ہے اس دفعہ دس روپے ماہوار کا وہ وظیفہ جو ضلع ... میں انٹرنس کے سب سے اول رہنے والے طالب علم کو ملا کرتا ہے اسی مدرسہ کے طالب علم عبد العلی نام کو ملا ہے ۔ علاوہ ازیں سوا ایک کے دوسرے تمام لڑکے سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہوئے ہیں یہ نتائج اس بات کی کافی ضمانت ہیں کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں پڑہائی کافی محنت اور پوری توجہ کے ساتھ ہوتی ہے مکرم مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر کی خدمات قابل شکریہ ہیں ۔ مدرسہ کے چندہ کی طرف احباب کو پوری توجہ کرنی چاہیئے ۱۰ جون کا گوشوارہ آمد و خرچ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سکول کی مالی حالت اطمینان بخش نہیں ۔ باقاعدہ طور سے ماہوار چندے بھجوانے چاہئیں ۔

(مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر پرنٹر و پبلشر کے حکم سے باہتمام مفتی محمد صادق مینیجر مطبع و اخبار چھاپا گیا)

ثناء اللہ کی پریشانی

گذشتہ اشاعت سے آگے

تین مولوی صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ اول حضرت صاحب کی دعا کو نہ قبول کرنے اور پھر اس کے ایک سال کے بعد یہ اصول بیان کرتے کہ بے دعا یا دعوت مباہلہ وغیرہ کو قبول نہ کیا جاوے تو پیشگوئی یا سب مباہلہ وغیرہ قائم نہیں رہتا پھر پہلے وعدہ وانکار کے اسی واقعہ کو کبھی میرا اور ہمارا مباہلہ بیان کرتے جانا اور کبھی عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے ایسی خیانت کا ارتکاب کرنا کہ اپنی طرف سے الفاظ اور فقرہ گھڑ کر حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کر دینا اور پھر ان تمام منصوبوں کے راز کا کھل جانا الہی ارشاد " إِنِّي مُهِينٌ مَنْ أَرَادَ إِهَانَتَكَ " کے مصداق نہیں ہے امید ہے کہ اس کا جواب دیتے ہوئے مولوی صاحب اپنے ایمان کو منافع اور کانشنس کا خون نہ کریں گے ۔ مولوی صاحب خوب اچھی طرح سے سمجھ سکتے اور اور سمجھتے ہیں کہ عزت یا ذلت کا مفہوم اور اس سے متاثر ہونا مختلف طبائع کے لئے مختلف ہے ایسی بازاری عورتیں یا مرد بھی دیکھنے میں آتے ہیں کہ ذلیل سے ذلیل حرکات کے وہ مرتکب ہوتے ہیں اور جب ان ذلیل افعال اور حرکات سے انہیں خطاب کیا جاوے تو وہ اسے ذلت یا بے عزتی نہیں سمجھتے لیکن اس کے مقابلہ میں ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے لئے ایسے الفاظ کا استعمال کرنا تو درکنار اگر کنایۃً بھی ان افعال کا اشارہ ان کی طرف کیا جاوے تو وہ خودکشی کرنے اور اپنے تئیں ہلاک کر دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اب ہم اس بات کے منتظر ہیں کہ آپ ہمارے ان سلسلہ وار مضامین کو پڑھ کر کس قسم کا فائدہ اٹھاتے ہیں، آیا اپنی شقاوت قلبی کا ثبوت دیتے ہیں یا ہماری پیش کردہ کلام الہی کے مصداق ہوتے ہیں مولوی صاحب کاش! آپ غور کریں اور سمجھیں کہ وہ خدا جس کی مرضی اور منشا یہ تھی کہ حضرت صاحب کو اپنی طرف بلا لے اسی کے تصرف اور دست قدرت میں مخالفوں کی قلمیں بھی بند تھیں ۔ اسی سبب سے اس قسم کی تحریرات آپ سے سرزد ہوئیں جن کی پریشانی کا نمونہ ابتک میں دکھا چکا ہوں اور جس پر غور کرنے سے اگر ایمانداری سے کام لیا جاوے ۔ تو اپنی غلط فہمیوں یا دھوکہ دہی

آپ اگر خیالات ہیں ان سے علیحدہ ہو کر غور کیا

سے رجوع کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے آپ کے علاوہ عبدالحکیم خان کے دست وقلم پر بھی وہی تصرف ہوا ہے جس کا اظہار آپ نے مفصلہ ذیل الفاظ میں کیا ہے ۔ " ہم خدا لگتی کہنے سے رک نہیں سکتے کہ ڈاکٹر صاحب اگر اسی پر بس کرتے یعنی چودہ ماہ پیشگوئی کر کے مرزا کی موت کی تاریخ مقرر نہ کر دیتے جیسا کہ انہوں نے نہ کیا ۔ چنانچہ ۱۵ مئی کے اہل حدیث میں ان کے الہامات درج ہیں کہ ۲۱ ساون یعنی ۴ اگست کو مرزا مرے گا تو آج وہ اعتراض نہ ہوتا جو ایڈیٹر پیسہ اخبار نے ۸ جون کے پرچے میں ڈاکٹر صاحب کے اس الہام پر کیا ہے کہ ۲۱ ساون کی بجائے ۲۱ ساون تک ہوتا تو خوب ہوتا ۔ غرض سابقہ پیشگوئی سالہ اور چودہ ماہ کو اسی اجمال پر چھوڑے رہتے اور ان کے بعد بھی ان کے اندر تاریخ کا تقرر نہ کر دیتے تو آج یہ اعتراض پیدا نہ ہوتا " اہلحدیث مورخہ ۱۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۷ ۔ بات یہ ہے کہ خدا مومنوں کی کتنی ہی اذیت کیوں نہ ہو جاوے خدا کو اپنا کا اظہار کرنا ہی پڑتا ہے عیسائی مورخوں نے باوجود خواہش کے اسلام بانی اسلام صلعم اور پھر خلفاء اسلام کی توہین کی ہیں صحیح واقعات کو نہ چھپا سکتا تو آپ پر کتنا ہی شاق کیوں نہ گذرتا ہو پھر بھی ڈاکٹر مرتد کی بابت آپ کی قلم سے یہ مذکورہ بالا فقرے اچھے نکلے لیکن پھر بھی آپ نے ڈاکٹر کے معاملہ میں پوری اخلاقی جرأت سے کام نہ لیا اگر ایمانداری سے آپ اپنے ان تمہیدی ریمارکس کو دیکھیں گے جو ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کے اہل حدیث میں ڈاکٹر مرتد کی اس پیشگوئی کو شائع کرتے ہوئے اس مضمون کے شروع میں آپ نے کئے ہیں تو معلوم ہوگا کہ ان ریمارکس کے مقابلہ میں اگر زیادہ صلواتیں اسے اپنا دوست سمجھ کر نہ سناتے تو کم از کم کذاب اور مفتری وغیرہ تو ضرور لکھتے اس لئے کہ واقعات نے اس کا مفترا ثابت کر دیا ہے خیر ہماری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ یہ الٰہی تصرف تھا جو آپ کے اور ڈاکٹر کے دست وقلم پر ہوا اور یہی تصرف اس کلام الہی کا مصداق ہے جو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۷ پر ان الفاظ میں موجود ہے ۔ قرب اجلك المقدر ولا نبقي لك من المخزيات ذكرا ۔ قرب اجلك المقدر ولا نبقي لك من المخزيات شيئا ۔ یعنی اب تیرا وقت قریب آگیا اور ہم تیرے لئے کوئی رسوا کنندہ امر نہیں چھوڑیں گے تیرے رب کا وعدہ کم ہو گیا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی رسوا کنندہ امر باقی نہیں چھوڑینگے ۔

جاوے تو سمجھ میں آسکتا ہے کہ " تیرے لئے کوئی رسوا کنندہ امر نہیں چھوڑیں گے " واقعی خدا کا کلام ہے جس کا اثر یہ ہوا کہ ایک شخص سے ۲۱ ساون کو لکھا گیا ہے ورنہ کیا تھا اگر کوئی بجائے تک لکھ دیا جاتا تب البتہ تھوڑا یا بہت رسوا کنندہ امر ہوتا لیکن الٰہی کلام کی تاثیر نے اپنا برقی اثر کیا اور صرف دو حرفی لفظ " کو " کے ذریعہ سے دشمن کو روسیاہ کر دیا اور اس طرح سے رسوا کنندہ امر کی بیخکنی کر دی ۔ بعینہٖ اسی طرح سے ثناء اللہ کو بالمقابل دعا کرنے سے رہ کر دیا لیکن چونکہ وہ بہت ہی منہ زور تھا اس لئے صرف اتنا ہی نہیں کیا بلکہ صاف الفاظ میں اس سے ایسے فقرے شائع کرا دئے جن سے بہت صاف اور صریح الفاظ میں حضرت صاحب کی دعا سے بھی انکار ظاہر ہوا اور اس انکاری فقرہ کو اس نے ایسا فراموش کیا کہ باوجود اس کے کہ ان تحریرات پر اکثر قلم اٹھایا لیکن اس انکاری فقرہ کی طرف کبھی اشارہ تک بھی نہ کیا ۔ حتیٰ کہ حضرت صاحب کے وصال کے بعد ۵ جون ۱۹۰۸ء کے اہلحدیث میں صرف سرسری اور جملہ کے طور پر لکھ دیا " کہ اس قاعدہ کو خاکسار نے تو تسلیم نہ کیا ہو مگر مرزا صاحب پر اقبالی ڈگری ہے " پھر صرف اتنا ہی نہیں ہوا بلکہ وہ وقتاً فوقتاً اس بارہ میں مختلف طرح کی پریشانیوں میں جن کا میں اچھی طرح ذکر کر چکا ہوں ۔ مبتلا ہوتا رہا اور انجام کار اپنے شائع کردہ اقوال سے الٰہی تصرف کا ثبوت دیکر اس کلام الٰہی کی صداقت پر مہر کر دی جس میں ارشاد تھا کہ ہم تیرے لئے کوئی امر رسوا کنندہ باقی نہیں چھوڑیں گے ۔

دوسروں کے دست وقلم پر تصرف اس طرح سے کر لینا کیا سوائے خدا کے کسی اور کا کام ہے اور کیا وہ خدا اپنے راستباز فرستادہ کے سوا کسی اور کیلئے بھی اس قسم کا تصرف کرتا ہے کیا اس کی کوئی نظیر مل سکتی ہے اگر نہیں مل سکتی اور بے شک نہیں مل سکتی تو ضرور جس کی عزت کے لئے ان رسوا کنندہ امور کی بیخکنی کی گئی وہ خدا کا فرستادہ تھا اور اپنے قول میں بھی سچا تھا کہ میں مہدی اور مسیح ہوں ۔ ایک دفعہ اور میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ ان کی ایک یہ بھی آرزو تھی کہ میں اپنے لئے کوئی نشان اپنی حیات میں دیکھ کر ہدایت سے مستفیض ہوں چنانچہ صرف مرقع اور اہل حدیث ہی میں اس کا ذکر نہیں ہے بلکہ ان سے گذر کر ۲۲ ۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے وطن صفحہ ۱۰ پر بھی آپ کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں اسی قسم کی خواہش ظاہر کی گئی تھی ۔ پس اب آپ کی اس خواہش کے موافق وہ نشان ظاہر ہو گیا اور خاص آپ ہی کے شائع کردہ تحریرات کے ذریعہ سے اس کا ظہور ہوا ہے چاہو تو قبول کر کے اپنی سعادتمندی کا ثبوت دو یا تردید کر کے شقاوت قلبی کا اظہار کرو ۔ (باقی آئندہ) عبد العزیز احمدی دہلوی

صاحب وکیل غور فرماوین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

(قولہ تعالیٰ) یلیت قومی یعلمون۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی نسبت کسی قسم کی رائے ظاہر کرنے کے موقع پر اکثر روشن خیالی کا دعویٰ کرنے والوں میں بھی تعصب کا اس قدر زور ہو جاتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے میں حیران ہوا کرتا تھا کہ یورپ میں لوگوں نے باوجود اس قدر دنیوی علوم میں ترقی کرنے کے دینی علوم میں اس قدر فاش ٹھوکر کیوں کھائی ہے مگر اپنے ہم وطنوں کو دیکھ دیکھ کر اور آئے دن کے تجربہ سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ جن لوگوں کو میں مشہور صائب الرائے لوگوں میں سے سنتا اور دیکھتا تھا وہ مذہبی معاملات میں ایسی فاش ٹھوکر کھاتے ہیں کہ بے اختیار یہ اشعار پڑھنے کو دل کرتا ہے۔ ؎

فلسفی کز عقل سے جوید ترا دیوانہ ہست
دور تر ہست از خرد ہا آن رہ پنہان تو
از حریم تو ازیناں ہیچکس آگاہ نہ شد
ہر کہ آگہ شد شد از احسان بے پایان تو

اخبار وکیل صاحب نے بھی اپنی رائے ظاہر کی تھی مخالفت نے جواب کی ضرورت سے وہ جیسی رائے ظاہر کرتے تھے ویسی انہوں نے کی اس کا جواب الحکم میں اخویم اکبر شاہ خان صاحب نے بخوبی دیا ہے مگر ایک نکتہ پر جس کو میں بتاتا ہوں کہ ساری ٹھوکروں کی جڑھ ہے میں چند سطریں درد بھرے دل سے ان کے پیش کرتا ہوں کیونکہ وکیل کے ساتھ کبھی مجھے دل بستگی بھی رہی ہے جو عقلمند کو اشارہ کافی ہے اگر در خانہ کس است ہمیں بس است۔ وکیل نے زور دیا ہے کہ گویا حضرت اقدس مرزا صاحب سرسید کے قدموں پر چلے ہیں۔ اور سوائے دعوے مہدویت اور مسیحیت اور کوئی زیادتی نہیں مجھے تعجب آتا ہے کہ کس قدر حجاب ہے جو آنکھوں پر پڑا ہے یا تو تعصب کا یا دھانیت اور مذہب کے کوچہ سے لاعلمی کا۔ حضرت مرزا صاحب اور سرسید کی مذہبی تحریروں میں بعد المشرقین کا فرق ہے میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ سرسید کی تحریروں پر اعتقاد رکھنے سے خدا کی معرفت سے جو مذہب کی جڑ ہے کچھ بھی باقی رہ جاتا ہو میرا فتویٰ مولویانہ نہیں ہے بلکہ اظہر من الشمس ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر کارخانہ عالم کو دیکھ کر صرف اس قدر اتنی معرفت پیدا ہو سکتی ہے کہ اس کا بنانے والا کوئی ہونا چاہئیے یہ نہیں کہہ سکتے کہ "وہ ہے"۔ اب اس کے بالمقابل دہریوں کے بھی دلائل ہیں اور اگر دونوں کو بالمقابل رکھا جاوے اور خدا کی ہستی کے دلائل کو فوقیت بھی دی جاوے تو صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ خدا ہونا چاہئیے۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ خدا ہے اور اگر ہے بھی تو وہ کیا ہے اور اس کی صفات کیا ہیں اب اس کا پتہ کہ خدا ہے اور وہ کیا ہے۔ استجابت دعا سے اور الہام ہی کے ذریعہ لگ سکتا ہے کہ وہ واجب الوجود دانا الموجود کیسے اور دعائیں کے سننے سے اور قبولیت کے آثار ظاہر کرنے سے اپنے سمیع وعلیم اور قادر خدا ہونے کا ثبوت دے۔ اب استجابت دعا اور الہام ہی سے سرسید کو انکار ہے ان باتوں پر دلائل دینے یا سننے کا یہ موقع نہیں۔ میں صرف اتنا دکھلانا چاہتا ہوں کہ جو شخص دعا کی قبولیت کا منکر ہو اور الہام کو قلب انسانی کا نتیجہ سمجھے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ خدا کی ہستی کا یقینی ثبوت اس کے پاس کیا ہے۔ کائنات عالم سے دلائل قائم کرنا ظنیات میں سے ہے۔ جب خدا تعالیٰ نہ تو اپنے قول اور نہ اپنے فعل سے اپنے تئیں کسی پر ظاہر کرتا ہے۔ تو ہم کس طرح مان لیں کہ خدا ہے اور وہ کیسا ہے۔ غرض خدا کی معرفت پر جو مذہب کی جان ہے پانی پھر جاتا ہے۔

اب حضرت مرزا صاحب کو دیکھو کہ سارا زور انہیں باتوں پر ہے کیونکہ یہی باتیں ہیں جو یقین اور عرفان کے درجوں پر انسان کو پہونچاتی ہیں اور احمدی جماعت میں ہر ایک شخص نے فرداً فرداً استجابت دعا اور بعض دوستوں نے الہام الٰہی کے بھی نظارے خود مشاہدہ اور تجربہ کئے جس نے جماعت میں خدا پر زندہ ایمان پیدا کر دیا اور معرفت الٰہی کا وہ سبق دیا جو انشاءاللہ الرحمن کبھی نہیں بھول سکتا یہی وجہ تھی۔ کہ اسلام کی بنا ہی دعا اور الہام پر تھی تا زندہ ایمان پیدا ہو۔ قرآن مجید خدا کا الہامی کلام۔ دعا سے ہی شروع ہوتا ہے اور دعا پر ہی ختم ہوتا ہے اور اس اندر عجیب وغریب تعلیمات دعائیں موجود اسلام کی طرز عبادت نماز وہ خود دعا۔ آن حضرت صلعم سے ہر ایک فعل اور .... ہر ایک حرکت کی دعا ثابت ہے پھر نعوذ باللہ مطابق قول سرسید یہ سب لغو تھا ایک محض خطبی جوش تھا۔ غرض دونوں صاحبوں سرسید اور حضرت مرزا صاحب کی مذہبی تحریروں کو ایک بنا دینا کیسی صریح غلطی ہے میں یہاں دو صاحبوں کی مذہبی تحریروں پر مفصل ریویو نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر کیا جاوے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوتی ہے مگر مجھے تو مشتے نمونہ از خروارے دکھانا تھا۔ کہ مذہب اسلام کی جڑ جو دعا ہے دین سے سرسید اور حضرت مرزا صاحب میں کس قدر فرق ہے اور بین طور پر پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ معرفت کے کوچہ میں کس کا قدم ہے اور کون ہے۔ جس کے وجود نے خدا کی ہستی پر یقین پیدا کرا دیا۔ اور کون ہے۔ جو مذہب اسلام کی اصل حقیقت سے دور ہے ہمیں اس سے غرض نہیں کہ سرسید صاحب کے اصول کو ماننا چاہئیے یا نہیں ہمیں تو صرف یہ بتلانا ہے کہ یہ کس قدر ظلم کہ سرسید صاحب اور حضرت مرزا صاحب کے مذہبی لٹریچر کو ایک بتایا جاوے۔ کیا دنیا سے انصاف مٹ گیا ہے۔ ہوشیار پور کے آریوں کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کا مباحثہ جس کی صدا اب تک وکیل کے کانوں میں گونج رہی ہے وکیل کو خوب یاد ہوگا۔ اس میں معجزہ شق القمر کا ثبوت جو حضرت مرزا صاحب نے دیا تھا۔ کیا سرسید کا یہی مذہب تھا۔ بلکہ وہ تو سرے سے معجزہ کے ہی منکر تھے اور حضرت مرزا صاحب نہ صرف معجزوں پر ایمان رکھتے تھے بلکہ خود معجزہ دکھانے کے مدعی تھے چنانچہ فرماتے ہیں۔ ؎

کرامت گرچہ بے نام ونشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

دراصل حضرت اقدس مرزا صاحب کے وجود نے نیچریت کے بت کو پاش پاش کر دیا۔ آجکل اس مادہ پرستی کے زمانہ میں دنیا سے معجزات انبیاء پر ایمان اٹھ گیا تھا۔ کیونکہ معجزات کہانی کے رنگ میں ہو گئے تھے۔ [illegible] جو معجزوں پر شمسخر کرتی تھی لوگوں نے کہانی قرار دے دیا تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو [illegible] اور ان کے ہاتھ پر [illegible] خوارق اور نشانات دکھا کر اگلی دنیا کے معجزوں پر ان کو بطور دلیل کے ٹھہرایا۔ اور اس طرح نیچریت کا سر کچلنے کے لئے ایک عظیم الشان قوی حربہ چلایا جس سے دنیا پر حجت تمام کر دی۔ کیسے تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ باوجود اس کے اور پھر کہا جاوے کہ حضرت مرزا صاحب اور سرسید کے مذہبی لٹریچر میں کوئی فرق نہیں۔ بس دعوے مہدویت ہی کا فرق ہے العجب ثم العجب۔ سرسید دعا کے منکر الہام کے منکر معجزات کے منکر حضرت مرزا صاحب استجابت دعا اور الہام اور معجزات دکھلانے کے مدعی۔ سرسید فلسفہ کے ماتحت مذہب کو چلانے والے حضرت مرزا صاحب مذہب کے ماتحت فلسفہ کو چلانے والے وغیرہ وغیرہ۔ دونوں میں آسمان وزمین کا فرق۔ وکیل نے ناحق اس بحث کو چھیڑ کر اپنی مذہبی معلومات کی پردہ دری کرائی۔

پھر آپ تفرقہ کی شکایت کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے تفرقہ ڈال دیا۔ مجھے خطرہ ہے کہ اگر تفرقہ کی یہی تعریف ہو تو حضرت رسالتمآب یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خدا تعالیٰ پر ان کو معترض ہونا پڑے گا کفار قریش نے بھی مکہ معظمہ کو ویران مکانات کو دیکھ کر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی الزام

لگایا تھا (نعوذ باللہ) اور چونکہ یہ سب کچھ خدا کے حکم سے تھا اس لئے اصلی باعث نعوذ باللہ خدا تعالیٰ تھا لیکن یہ خیال درست نہیں۔ بات یہ ہے کہ مامور من اللہ کے وقت میں یہ بھی ہوتا ہے کہ خدائی جماعت بنانے کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ تمام قوم میں سے سلیم الفطرت اور سعید لوگ چھانٹ لئے جاویں۔ پھولوں کا ایک خوشنما گلدستہ بنانے کے لئے کس قدر پھولوں میں تفرقہ اور جدائی ڈالنی پڑتی ہے تب کہیں جا کر ایک گلدستہ بنتا ہے۔ ایک قمیص پہننے کے لئے پہلے ریشمی اور قیمتی کپڑے کو قطع کرنا پڑتا ہے کیا کوئی ناواقف اس وقت کہہ سکتا ہے کہ کپڑے کا ستیاناس کر دیا۔ وہ تفرقہ ظاہری جس کا نتیجہ حقیقی اتفاق ہو۔ اس جھوٹے اتفاق سے [illegible] ہے۔ جو لیکچر ہال کے چبوتروں پر چڑھ [illegible] زبان سے اتفاق اتفاق کیا جاتا ہے [illegible] کا مصداق ہوتا ہے۔ [illegible] دل ایک [illegible] دور پڑے ہوتے ہیں۔ [illegible] اور اتفاق اتفاق پکارنے [illegible] کی کیفیت پوشیدہ نہیں۔ تفرقہ کی شکایت سے [illegible] تھا کہ اپنے نسخہ اتفاق پر نظر کر لیتا کہ [illegible] اتفاق کے لئے سوچا تھا۔ وہ کہاں تک درست ثابت ہوا اور اس سے کتنا فائدہ ہوا۔ اگر وہ نسخہ نہایت نکما ثابت ہوا جیسا کہ واقعات نے ثابت کر دیا ہے تو پھر اس خدائی نسخہ کو آزمانا چاہئے جو خدا کے ماموروں نے استعمال کیا ہے اور ہمیشہ [illegible] ہوئے ہیں اتفاق کے لئے یہ ضروری ہے کہ کوئی اصل سب میں مشترک ہو خواہ مذہب ہو خواہ قوم [illegible] باشندوں میں اتفاق کا باعث ان کی [illegible] ہے۔ وہ ایک قوم کے لوگ [illegible]۔ اسلام چونکہ کل دنیا کا مذہب تھا اور اس میں ہر ایک قوم [illegible] شامل ہونا [illegible] تو اصل مشترک نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ البتہ مذہب [illegible] مشترک [illegible] اور اتفاق کی بنیاد [illegible] ہو سکتی تھی اور یہی ہوا کہ جب تک مذہب نے [illegible] پایا اتفاق بھی قائم رہا اور جس روز سے وہ [illegible] گیا اور مسلمان اپنے مذہب سے دور جا پڑے اور نفسانیت نے گھیر لیا اسی روز سے تفرقہ اور تنزل شروع ہو گیا۔ چنانچہ اس زمانہ میں اس قدر کثرت فرقوں کی [illegible] اسلام کے اندر سے کہ ایک محقق کو اصلی چہرہ اسلام کا ہرگز نظر نہیں آ سکتا اس تفرقہ نے مذہب کی بنیاد کو کھوکھلا کر دیا تھا [illegible] میں ضرور تھا کہ خدا جو اس مذہب کا محافظ ہے اپنی [illegible]

ایک انسان کو حکم اور عدل بنا کر بھیجتا تا وہ اصل اسلام کا چہرہ لوگوں کو دکھلا دے۔ اور سب شرک اور بدعات کو محو کرے اور تمام فرقہ بندیوں کو توڑ کر دین واحد پر تمام مسلمانوں کو قائم کر دے اور یہ صاف بات ہے کہ جن لوگوں کی خلاف مرضی اس کا فیصلہ ہو گا وہی اس کے دشمن ہو جائیں گے غرض یہ حق اور باطل کا مقابل ہونا ضروری تھا اور اس وقت جبکہ اس آزادی کے زمانہ میں مختلف فرقے اپنی زیست کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں ایک دوسرے کی ضد ہونے کی وجہ سے سب فرقے ترقی نہیں کر سکتے صرف ایک ہی ترقی کر سکتا ہے جو اپنے اندر سب کو جذب کر لینے کی کشش رکھتا ہو گا اور وہ وہی ہو گا جس میں روحانیت اور جس کے ساتھ خدائے واحد کی نصرتیں ہوں گی اور جو حق ہو گا اور اصل اسلام ہو گا کیونکہ حق کے آگے باطل نہیں ٹھہر سکتا اللہ تعالیٰ اسلام کا خود محافظ ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اب خس و خاشاک سے اس باغ کو پاک کر دے اور باغ اصلی بہار پر آ جائے اسی اصل پر حضرت اقدس مرزا صاحب کا [illegible] (ملاحظہ ہو) بیعت کی یہی تھا کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے اس میں یہی سر تھا کہ دین کو واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کا مصداق بن کر اگر مسلمان کام کریں گے تو ان میں سچا اتفاق پیدا ہو جائیگا۔ کیونکہ اسلام نے کل دنیا کے لئے اصل مشترک مذہب ہی رکھا ہے اور جب تک مذہب کو مقدم نہ کیا [illegible] اس پر سب کا اتفاق نہ ہو گا حقیقی اتفاق پیدا ہونا ناممکن ہے۔ ظاہری میل و ملاقات اور دلوں میں تفرقہ جیسا کہ آجکل مروج ہے یہ مداہنت ہے جو سخت گناہ ہے نیچریوں کا یہ قول غلط ہے کہ مذہب کچھ ہی ہو اس کا دل سے تعلق ہے ہمارے معاملات پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑنا چاہیئے بلکہ دنیا کو دین پر مقدم کر کے ہم کو مسلمانوں کی قوم کو دنیوی ترقی دینی چاہئے کیونکہ اسلام مذہب کا نام ہے کسی قوم کا نام نہیں اگر قوم بغیر مذہب کے ترقی کرے تو وہ اسلام کی ترقی نہیں کہی جا سکتی بلکہ ایک خاص قوم کی ترقی ہو گی جس کو اسلامی ترقی سے کوئی واسطہ نہیں اسلام چونکہ عالمگیر مذہب تھا اس لئے اس نے تمام قوموں کی [illegible] قومیت کو توڑ کر ایک کر دیا اور ایک نیا پیرا اخوت قائم کرنے کیلئے مذہب کو ان کا اصل [illegible] ٹھہرایا۔ پس [illegible] قومی ترقی اسلام کی ترقی نہیں بلکہ دینی ترقی اسلامی ترقی ہے جس پر مذہب کا رنگ نمایاں ہو اور یہ ضرور ہے کہ ترقی کے لئے اتفاق ہو اور اتفاق مذہب میں ہی ہو سکتا ہے

جب کل فرقہ بندیاں توڑ کر ایک حکم عدل امام کے جھنڈے تلے مسلمان جمع ہوں اور یہی حضرت اقدس مرزا صاحب نے کیا اور بفضلہ تعالیٰ نہایت کامیابی کے ساتھ اس کام کو انجام دیا اور اس کا حیرت انگیز ثبوت خود حضرت مرزا صاحب کی وفات پر کل جماعت میں اتفاق کا قائم رہنا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ ترقی کرنا ہے جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھے اور جس کے کان ہوں وہ سنے اور جس کا دل ہو وہ سمجھے اور یہ بات کہ خدا تعالیٰ کی نصرتیں اس کے ساتھ ہیں دیکھنے والے انشاء اللہ القدیر دیکھیں گے مثل ہے۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا کا فضل ساتھ ہے۔ حسبنا اللہ نعم الوکیل

راقم مسیح موعود کے در کا غلام عاجز بشارت احمد عفی اللہ عنہ

ایک امر کا اظہار

تمام بھائیوں کی اطلاع اور فائدہ عام کے لئے میں اس امر کو بڑی مسرت کے ساتھ بیان کرتا ہوں کہ مخالفین سلسلہ احمدیہ کے ساتھ جو اکثر بھائیوں کو وقتاً فوقتاً گفتگو کا موقع ملتا رہتا ہے۔ ان کو اکثر حضرت اقدس علیہ السلام کے دعاوی اور نبوت کی خاطر حدیثوں کے حوالجات کی بڑی ضرورت پڑتی ہے اور قرآنی آیتوں کا پتہ مانگا جاتا ہے۔ [illegible] شکر ہے کہ وہ تمام سوالات مع جوابات جنہیں حدیثوں کے حوالے اور قرآنی آیات درج ہیں۔ وہ اسلام کی پہلی کتاب میں لکھے گئے ہیں اور ایک بچہ بھی مخالف کے سوالوں کا جواب رسالہ مذکورہ سے پڑھ کر اس کو ساکت کر سکتا ہے نیز سنا ہے کہ مولوی سکندر علی مدرس قادیان نے ایک جگہ مخالفین کے کئی اعتراضوں کا جواب صرف اس رسالہ سے پڑھ کر دیا اور ان کی تسلی کر دی۔ پس جو لوگ بڑی بڑی کتابوں سے جوابات کا نکالنا اور حدیثوں کے صفحے تلاش کرنا مشکل سمجھتے ہیں ان کے لئے یہ رسالہ نہایت مفید ہے میں نہیں خیال کرتا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کوئی ایسا سوال رہ گیا ہو جس کا جواب بطور سوال جواب کے کتاب مذکور میں نہ دیا گیا ہو۔ یہ کتاب دفتر بدر سے مل سکتی ہے۔ قیمت [illegible] خاکسار فخر الدین احمدی [illegible] لاہور

الخطبہ

ایک نوجوان احمدی حجام جو قادیان کا رہنے والا اور معقول آمدنی والا ہے شادی کرنا چاہتا ہے پہلی بیوی سے اولاد نہیں ہوتی علاج معالجہ سے فائدہ نہیں ہوا اولاد کی خاطر دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں لڑکی حجام ہو یا کسی اور قوم کی ہو۔ عمر شخص مذکور کی [illegible] سال کی اندر ہے آمدنی پچیس تیس [illegible] کی صورت میں کم نہیں۔ درخواست اور خط و کتابت حکیم مفتی فضل الرحمان [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ڈاکٹر عبد الحکیم کی نسبت ایک منصفانہ فیصلہ

وما یذکر الا اولوا الالباب

چند روز ہوئے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ایک سرکاری معزز افسر سے اگرچہ غیر احمدی ہیں۔ مگر محقق اور نہائت معقول آدمی ہیں گفتگو کر رہا تھا۔ گفتگو کے ضمن میں کسی نے ان سے یہ کہا۔ کہ ذرا ان (یعنے اس عاجز) سے ڈاکٹر عبد الحکیم خان کی پیشنگوئی کی نسبت تو پوچھو۔ کیونکہ وہ آجکل نہائت درجہ زیر بحث ہے۔ اس پر ان صاحب نے فرمایا کہ ایسا لغو سوال کرنا کمال درجہ کی نادانی ہے اس کی پیشنگوئی سچ ہو یا جھوٹ۔ وہ خود اقراری ہے کہ وہ بیس سال تک شیطان کا دوست اور محبوب بنا رہا اور شیطان اس سے ہمکلام ہوتا رہا اور اُس شیطانی کلام کو خدا کا کلام سمجھتا رہا اور لوگوں کو بھی کہتا رہا کہ خدا اُس سے ہمکلام ہوتا ہے اور عجیب تر یہ کہ وہ کہتا ہے کہ وہ سچا بھی ہوتا تھا۔ تو اب کیا دلیل ہے کہ دو تین سال سے خدا اُس سے ہمکلام ہونے لگا۔ اور شیطان سے دوستی جاتی رہی۔

یہ بات ثابت ہو چکی کہ وہ خدا کے کلام اور شیطان کے کلام میں فرق نہیں کر سکتا کیونکہ وہ کہتا ہے کہ میں بیس سال تک دھوکہ میں رہا۔ تو اب کونسا معیار اُس کے فرق کرنے کا مل گیا سچا ہونے اور پہلے الہامات جن کو وہ اب شیطانی کہتا ہے۔ قبل از اُس کے سچے ہونے تھے تو اب کوئی دلیل نہیں کہ اُس کے الہامات کو کوئی وقعت دیجائے۔

جو عرصہ دراز تک شیطانی تعلق کا خود اقراری ہو۔ اُس پر سے امان اٹھ گیا۔ مومن اور عقلمند انسان کا کام نہیں کہ اُس کی باتوں پر توجہ کرے۔ آج احمدیوں کا حق ہے کہ وہ اُس پیشنگوئی کو بھی جو اُس نے حضرت مرزا صاحب کی وفات کی نسبت کی تھی شیطانی سمجھیں اور بتلاویں

میں یہ تقریر سُن کر اُن بزرگ کی فراست اور طبع سلیم پر عش عش کرنے لگا اور بات بھی سچ ہے کہ جو قلب بیس سال تک مرکز شیطان بنا رہا اور ملہم کو پتہ نہ لگا۔ اور پیشنگوئیاں بقول اُس کے پوری بھی ہوتی رہیں تو اب کوئی وجہ نہیں کہ اُس قلب کو مرکز الوہیت مانا جائے اور جبکہ حالت میں کہ خود خدا تعالیٰ نے اُس کے قلب پر مہر لگا دی ہے جب حضرت امام علیہ السلام نے خود الوصیت میں پیشنگوئی کر دی تھی کہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اور میری موت قریب ہے تو پھر کسی شخص کا حضرت کی نسبت موت کی پیشنگوئی کرنا نہائت لغو تھا۔ باقی رہا میعاد کا تقرر۔ تو خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت اور فضل ہے کہ اس پیشنگوئی میں یہ شیطان کا محبوب کس طرح جھوٹا ثابت ہوا خدا تو جھوٹ اور سچ میں کس طرح فرق کر کے دکھا دیتا ہے۔ پہلے تو تین سال کی پیشنگوئی کی۔ اُس کو خود ہی منسوخ کر دیا۔ پھر ۱۴ ماہ والی پیشنگوئی کی۔ اس پر خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح صادق سے وعدہ کیا کہ "میں تیری عمر بڑھا دوں گا" تا کہ پیشنگوئی کرنے والا جھوٹا ٹھہرے۔ عمر کے بڑھانے والا وعدہ خود ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت امام علیہ السلام کی وفات کے دن تھوڑے رہ گئے تھے اور سب سے پہلے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی نے اس کو بذریعہ رسالہ الوصیۃ کے مشتہر کر دیا تھا۔ مرتد ڈاکٹر کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے عمر کو بڑھا دینے کا وعدہ کیا اور خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا رہا جب تک خود مرتد ڈاکٹر نے پیشنگوئی کے رنگ کو نہ بدل دیا۔ ماہ مئی ۱۹۰۸ء میں خود مرتد نے اُس پیشنگوئی کے رنگ کو بدلا اور ایک تاریخ مقرر کی یعنے ۲۱ ماہ ساون کو موت واقع ہوگی اب مقابلہ کا رنگ بدل گیا۔ میعاد کے بجائے تاریخ مقرر ہو گئی اللہ تعالیٰ چونکہ حکیم ہے اس کا کوئی فعل لغو [illegible] عمر بڑھانا میعاد کی خاطر تھا۔ [illegible] مقابلہ [illegible] اب تو تاریخ کے تقرر کا مقابلہ آن پڑا اس لئے عمر بڑھانے کی اب کوئی ضرورت نہ رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ تو بڑا علیم ہے۔ جانتا تھا کہ مرتد نے تاریخ مقرر کرنی ہے۔ اس لئے صدق اور کذب کے معیار کے لئے ایک تاریخ اللہ تعالیٰ نے مقرر کی حضرت اقدس کو پہلے ہی الہام ہوا تھا "۲۷۔ کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق)

واللہ خیر و ابقیٰ۔"

سبحان اللہ و بحمدہ کیسا سچا کلام ہے واللہ خیر و ابقیٰ ایک طرف تو بتلا رہا ہے کہ یہ موت کی طرف اشارہ ہے اور دوسری طرف بتلا رہا ہے کہ وہ تاریخ موت کی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ابقیٰ ہونے کی ایک تجلی کا دن ہے۔ دیکھو کیسا عجیب

حضرت امام علیہ السلام کی وفات ۲۶ مئی کو ہوتی ہے اور ۲۷ کو خدا تعالیٰ کے ابقیٰ ہونے کا نظارہ لوگوں نے دیکھا کہ کل سلسلہ نے بالاتفاق حضرت مولانا مولوی نور الدین سلمہ ربہ کو اپنا امام اور خلیفۃ المسیح مان لیا اور آپکے ہاتھ پر بیعت کی گئی۔ خدا تعالیٰ نے بتلا دیا کہ اگرچہ خدا کا مسیح دُنیا سے رخصت ہو گیا مگر خدا تو باقی ہے اور اُس کے باقی ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ وہ سلسلہ جو اُس نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا۔ اُس کے بقا کے لئے اُس نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھلایا کہ کل جماعت نے بالاتفاق ایک امام مان لیا اور اس طرح تفرقہ سے جو ایک موت ہوتی ہے بچ گیا اور اس طرح اس سلسلہ کے خدا کی طرف سے ہونے پر اور قیامت تک اس کا دامن دراز ہونے پر ایک مہر لگ گئی۔

اب دیکھو! یہ ہوتا ہے سچ اور جھوٹ میں فرق۔ ایک تاریخ حضرت امام علیہ السلام نے خدا سے خبر پا کر شائع کی اور ایک تاریخ مرتد ڈاکٹر نے۔ اب دیکھو کس کی بات سچ ہوئی اور کون جھوٹا ثابت ہوا۔ خدا تعالیٰ نے کس طرح مرتد ڈاکٹر کی شیطانی بات کو جھوٹا کر کے دکھلا دیا اور اس طرح اپنے نشان کی عظمت کو دو بالا کر دیا

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنّیٰ القی الشیطن فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطن ثم یحکم اللہ ایٰتہ واللہ علیم حکیم لیجعل ما یلقی الشیطن فتنۃ للذین فی قلوبھم مرض والقاسیۃ قلوبھم وان الظٰلمین لفی شقاق بعید ولیعلم الذین اوتوا العلم انہ الحق من ربک فیؤمنوا بہ فتخبت لہ قلوبھم وان اللہ لھاد الذین اٰمنوا الیٰ صراط مستقیم یعنے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر جب اُنہوں نے دُنیا میں پاکیزگی کو پھیلانا چاہا کیونکہ نبی اپنی طرف سے کچھ نہیں چاہتا ہے۔ وہ تو وہی چاہتا ہے جو خدا چاہتا ہے) شیطان نے اُن کی اس خواہش پر روک ڈالی (خواہ مخالفت کے رنگ میں خواہ اپنے پیاروں کو شیطانی القاؤں کے کرنے سے) پھر اللہ تعالیٰ جو کچھ شیطان نے روک ڈالی تھی یا اپنے دوستوں کو القا کیا تھا اس کو مٹا دیتا ہے اور اس کو باطل کر دیتا ہے۔ پھر اپنے نشانوں کو مستحکم کر دیتا ہے اور اللہ کامل جاننے والا اور کامل حکمت والا ہے یہ اس لئے ہوتا ہے کہ جو کچھ شیطان ڈالتا ہے اُس کو اُن لوگوں کے لئے ذریعہ آزمائش بنا دے جن کے دلوں میں مرض ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور بیشک ظالم لوگ پرلے درجہ کی مخالفت میں پڑے ہیں اور تا وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے جان لیں کہ وحی سچی ہے اور تیرے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ پس وہ لوگ اس پر ایمان لادیں اور ان کے دل خدا کے آگے گڑگڑا دیں اور بے شک اللہ ہدایت دینے والا ہے سیدھے رستہ کی طرف اُن لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں۔

اب دیکھو یہ خدا تعالیٰ نے قاعدہ بتلایا ہے کہ رسولوں اور نبیوں کے وقت اُن کے مشن کو [illegible] کے لئے شیطان مختلف قسم کی روکیں ڈالتا رہتا ہے کبھی تو منافقین اور کفار کے قلب میں گھس کر اُن کو سخت درجہ کی مخالفت پر آمادہ کرتا ہے اور کبھی اپنے بت پیاروں کو القائے شیطانی کرنے لگ جاتا ہے۔ غرض کہ مطلب یہ ہوتا ہے تا دنیا میں نبی

(۲) بلاشک - عیسیٰ حسبِ وعدہ وحی بلیلِ جیبی متوفی و مرفوع الی اللہ شدہ است
۱۹۶۵

(۳) امام مہدی وصیت کرکے اور حقیقۃ الوحی سمجھا کے چلا ہے

(۴) بیت - فوت ہو یا جس سمت مہدی مادہ کرم سے لکھ لیئے
۱۹۶۵
کرشن اوتارا بروز عیسیٰ مہدی گیا رب نون سج - فقط

الراقم - عاجز کرم الدین مدرس سردار حاکم سنگھ ایڈ ڈ اسکول ڈنگہ ضلع گوجرات

اہلِ حدیث کا علم

میں نے ذوق کی باتوں کے ماتحت ایک یہ بات بھی لکھی تھی - کہ اگر خدا کا برگزیدہ مسیح دنیا پرست ہوتا تو اپنی اولاد میں سے کسی کو جانشین کر جاتا - اس پر اہلحدیث میں یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ الوصیت میں اپنے بیٹے کی نسبت جانشینی کا حکم دے گئے ہیں مگر قوم نے قبول نہیں کیا ہے

اس کے جواب میں نہایت ادب کے ساتھ مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ اسی الوصیت میں لکھا ہے - کہ میرے بعد سب انتظام ایک کمیٹی کے سپرد ہے پس وہ کمیٹی جسے چاہے اپنا پریزیڈنٹ تجویز کرے دوم جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ پر نوٹ لکھا ہے کہ ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا آپ خوب جانتے ہیں کہ جو خدا کی طرف سے مامور ہو - اس کا انتخاب مومنوں کے اختیار میں نہیں دیا جاتا - اس سے ظاہر ہے کہ یہ موجودہ انتظام انتخاب اس وقت تک ہے جب تک کہ جناب مسیح کی ذریت سے ایک شخص قائم ہو جسے اللہ اپنے قرب و وحی سے مخصوص کرے - ذریت کے لئے قرب و وحی سے مخصوص ہونے کی قید اس بات کو سمجھا رہی ہے - کہ جب تک ایسا نہ ہو اس وقت مومن اپنے طور سے انتخاب کریں - پہر سر الخلافہ میں حضور نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اول صدیق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے - کہ ولی صدیق - جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ علامہ لوائہ الوہ؟ کو جانشین مقرر فرماتے ہیں -

اس کے علاوہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے - اس کا اکثر حصہ تو گالیاں ہیں جس کا جواب "سلام" ہے باقی جو حصہ ہے اس کی بابت مختصر عرض ہے کہ حضور نے جو کچھ وصول کیا خواہ بطور چندہ یا کتاب کی قیمت کے - وہ ہمیشہ دین کی اشاعت و رفاہ عام میں خرچ ہوتا رہا - آپ نے کوئی ذاتی مکان نہیں بنوایا - کوئی زمین نہیں خرید لی - کوئی نقدی نہیں چھوڑ گئے دوسرے پیروں کی طرح کوئی گھوڑیاں اور بھینسیں اور اونٹ نہیں رکھ لئے - پہر براہین کیلئے کئی بار اشتہار ہو چکا کہ جو قیمت واپس لینا چاہے لے لے - اب باوجود اعلان کے کوئی حقدار نہ ہوا اور آپ اعتراض کئے جائیں تو اے مہربان مولوی صاحب انصاف نہیں - آپ ہی کوئی دعویدار نکالئے جو قیمت واپس لینا چاہتا ہو - ملی سُست گواہ چست تو ٹھیک نہیں - منارۃ المسیح کی نسبت اگر کچھ چندہ ہوا تو احمدیوں سے - احمدیوں کو اپنے آقا پر پورا اعتبار ہے آپ کو کوئی شکایت کرنے نہیں گئے اونہوں نے دین کے لیے دیا اور اسی میں خرچ ہوا - باقی لنگر کے چندہ کی نسبت اعتراض ہے اور مجھ سے مطالبہ - کہ کیا پہلے نبیوں نے ایسا کیا ہے - جناب من! اَقیموا الصلوٰۃ کے ساتھ آتوا الزکوٰۃ لازمی طور سے آتا ہے - پہر خذ من اموالہم صدقۃ کا ارشاد قرآن مجید میں موجود ہے آپ خود ہی بتلائیں - کہ رسول کی نصرت مومنین پر فرض ہوتی ہے یا نہیں - نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جہاد کے لیے جو کچھ اخراجات فرماتے تھے وہ سب آسمان سے گراکرتا تھا - یا مومنوں ہی سے لیا جاتا تھا - آپ ذرا جنگ تبوک کے چندے ہی کو یاد کیجئے - دیکھئے ایک طرف ما اسئلکم علیہ من اجر کا اعلان ہو رہا ہے اور دوسری طرف چندہ وصول ہو رہا ہے پس یہ اعتراض تو جیسا خدا کے مسیح پر ہے ایسا ہی نبی اکرم پر - یہاں بھی ہوگا - رسول ہوا وہ دین اللہ کی اشاعت کے ذرائع میں صرف ہوتا رہا - آپ بدظنی سے کام لیں یہ آپ کا حق نہیں - کیونکہ دینے والے ہم احمدی اور لینے والے ہمارے امام - نہ ہمیں اس کا شکوہ نہ کوئی شکایت - پس آپ کا اس پر اعتراض کیونکر صحیح ہو سکتا ہے پھر میں پوچھتا ہوں کہ واقعی حضرت مسیح اللہ نے کبھی اپنی تبلیغ کا اجر کسی سے نہیں مانگا - نبیوں کی اولاد کا ورثہ سے محروم رہنا - وراثت سلیمان اور یرثنی ویرث من آل یعقوب کے خلاف ہے -

پھر بہشتی مقبرہ پر اعتراض بھی انصاف سے بعید ہے - کیونکہ جو عشر وصیت کیا جاتا ہے اس کا انتظام ایک کمیٹی کے سپرد ہے جس کا فرض اشاعت اسلام ہے حضرت کو اپنی زندگی میں بھی اس سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ کس کس نے وصیت کی ہے اور نہ اس مال کو آپ لیتے تھے میرے سامنے ایک شخص نے کہا کہ حضور یہ وصیت کا مال ہے تو آپ نے فرمایا کہ کمیٹی والوں کو دو - میں اسے نہیں لیتا - (اکمل)

اشعار متضمن تاریخ وفات حضرت امام الزمان علیہ السلام

ذیل کی نظم جناب مولوی احمد دین صاحب بہشتی فاضل نے لکھی ہے جسکو پڑھکر امید ہے کہ ناظرین محظوظ ہونگے

ہزار حسرت و اندوہ و غم بکرد ظہور
گذشت مرسلِ رحمان ز چشم ما مستور

معینِ دین و مسیح زمان و عارفِ حق
غلامِ احمدِ مختار و از خدا مامور

مثیلِ عیسیٰ نصران و مہدیِ دوران
شہ ولایتِ عرفان بمیرزا مشہور

مطیعِ حکمِ خداوندِ آسمان و زمین
بوقتِ بیم و دجا و بہ رنج و اندو سرور

امامِ دین کہ نظیرش نبی توان دیدن
پسِ محمدِ عربی بدیدۂ پر نور

خلیفۂ شہ خیر الورا و فخر رسل
مویدش ببراہینِ با نشان منصور

نبی و مہبطِ وحیِ خدائے ذی الجبروت
بتقبلِ شاہد الٰہی بحکم او مجبور

نصیرِ ملت اسلام و واقفِ قرآن
نذیر از سوئے یزدانِ پاک و رب غفور

بہادری کہ نیاید کسے برابر او
مظفری کہ از وجود دشمنش مقہور

گرفت علمِ لدنی ز ایزدِ بیچون
نیافت درس ز بستان بموجب دستور

زبہر ردِ نصاریٰ خطاب عیسیٰ یافت
نزول کرد بوقتیکہ بود دین رنجور

بکشت مذہب باطل بہ تیغ تیز دلیل
بگشت روس ضلالت و مبت او مقہور

شکست دینِ مسیحی بحربۂ برہان
بمرد عیسیٰ نصران لیب شد مکسور

ز آسمان بہ ہمین کار کردہ بود نزول
ہلاک کفر از و بود ز ابتدا مقدور

رحیل سوئے جنان کرد گشت چون فارغ
ز کار منصبی خود کہ بُد ورا منظور

پیامِ حق برسانید بیست و سہ سال
بحکم خالق کون و مکان کہ بود بدر

ہمین بس است دلیلِ صداقتِ قولش
ثبوت آیۂ دیگر نشان نیست ضرور

بمیرد آنکہ بمفتری درین مدت
کہ در کتاب مجید است انچنین مسطور

فلک بچشمِ جہان بین خود نخواہد دید
چنان امامِ زمان گنج فیض را گنجور

بود شقی نہ سعید آنکہ دشمنش باشد
بود مخالفش آنکس کہ باشد او مغرور

جماعتی کہ بیند بپار صد ہزار گذاشت
کہ بر وفات وے اندر غم و الم محصور

ہمہ مزین و آراستہ بکلیہ علم
ز فیض وحدت باری دل ہمہ معمور

چہ حاجت است شماریم سنین و شہور
کہ ہست سال وفاتش بکلمۂ "مغفور"
۱۳۲۶ھ

خاکسار احمد دین شاہدیال گجرات

ف ۱ - نوٹ - میں عربی کتاب کی ایک معتبر لغت یعنی صراح میں دیکھا ہے کہ نصران اس گاؤں کا نام ہے جہاں حضرت مسیح پیدا ہوئے تھے اگرچہ انجیل میں ناصرت لکھا ہے لیکن اہلِ عرب اس کو نصران ہی بولتے ہیں - اس لئے ضرورت شعری کیلئے جائز ہے کہ بجائے ناصرت کے نصران لکھا جاوے -

کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول آسکتا ہے؟

قرآن شریف سے اس کا جواب نفی میں نہیں مل سکتا۔ کیونکہ قدیم کا ایک قول البتہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ وہ کفار جن نے کہا تھا کہ حضرت یوسف کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو گمراہ مسرف اور مرتاب تبلایا ہے۔

قرآن شریف میں اگلی امتوں کے قصے بیفائدہ بیان نہیں ہوئے۔ وہ سب پیشگوئیوں کے رنگ میں ہیں اللہ تعالےٰ جانتا تھا۔ کہ اس امت میں بھی اس عقیدہ قوم فرعون کے لوگ پیدا ہوں گے اس واسطے پہلے سے ان کے متعلق یہ قصہ بھی بیان ہوا ہے۔ ذیل کا مضمون اسی کے متعلق ہے جو ہمارے دوست منشی محمد الہ دین صاحب نے ایک مرتد اہل قرآن کی خاطر لکھا ہے۔

چکڑالوی کا سوال اور احمدی کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار بدر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ جانتے ہیں کہ میرے رسالہ رد چکڑالوی کے شائع ہونے کے بعد چکڑالوی فرقہ میں عجیب قسم کی کھلبلی مچ گئی ہے۔ اگر ایک چکڑالوی نماز کے پڑھنے کے لئے پانچ وقت قرآن مجید سے ثابت کرتا ہے تو دوسرا صرف تین وقت۔ اگر اس فرقہ کا ایک شخص ہر رکعت میں دو سجدے کرنے جائز سمجھتا ہے۔ تو دوسرا فوراً اس کی تردید کر کے فی رکعت ایک سجدہ کو ہی موجب ثواب سمجھتا ہے اگر ایک اہل قرآن یہ لکھواتا ہے کہ صبح کی نماز دو رکعت ہے اور شام کی تین اور باقی ظہر اور عصر اور عشاء کی چار چار رکعت تو دوسرا جھٹ بول اٹھتا ہے کہ نہیں نماز تو صرف دو رکعت ہے تین یا چار رکعت والی بات محض جھوٹ اور خانہ ساز ہے لیکن انہیں میں کا ایک تیسرا ہی ہے جو سب پر پانی پھیر کر بآواز بلند بول اٹھتا ہے کہ یہ سب جھوٹے ہیں۔ قرآن مجید میں تو صرف یہ لکھا ہے کہ نماز صرف چار رکعت ہے۔ سچ ہے لایمسہ الا المطہرون۔ غرض حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ فرمانا، کہ یہ (فرقہ چکڑالویہ) دوسرے مخالفوں کی نسبت زیادہ برباد شدہ فرقہ ہے" ریویو صفحہ سطر ۵ ایسی صفائی سے پورا ہوا ہے۔ کہ کسی عقلمند کو انکار کی گنجائش ہی نہیں۔ تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ شہر گوجرانوالہ کے چکڑالوی سب کے سب جو تعداد میں سات یا آٹھ سے زیادہ نہیں مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کے خیالات سے متنفر اور بیزار ہو کر تائب ہو گئے ہیں بلکہ ان میں سے چار آدمیوں نے جن کو اس گروہ کے ریفارمر کہنا چاہیئے جمعہ کے دن جامع مسجد میں جا کر عام لوگوں کے سامنے علانیہ باآواز بلند توبہ کی۔ اب ایک شخص نے جو عبداللہ صاحب چکڑالوی کا ہم خیال ہے۔ مجھ پر ایک سوال کیا ہے جسکو فائدہ عام کیلئے مع جواب مختصر طور پر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

سوال یہ ہے۔ کہ ترجمہ ... حضرت یوسف سلام علیہ کی نسبت لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ۲۴ اس واسطے کہتے تھے کہ وہ یوسف سلام علیہ کو اپنے خیال میں خاتم النبیین سمجھتے تھے۔ حالانکہ خدا نے یوسف سلام علیہ کی کتاب میں یہ حکم نہیں دیا تھا بلکہ وہ اپنی طرف سے ایسا کہتے تھے کہ کوئی رسول نہیں ہوگا لیکن ہم جو کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ سلام علیہ کے بعد کوئی رسول نہیں ہوگا تو صرف اس واسطے کہ قرآن شریف میں خاتم النبیین ۲ لکھا ہے۔

جواب

ولقد جاءکم یوسف الخ الایۃ من ھو مسرف مرتاب ۲۴/۹ ترجمہ۔ اور تحقیق اس سے پہلے یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کھلی کھلی باتیں (دلائل ونشانات) لیکر تمہارے پاس آیا تھا۔ لیکن جو باتیں وہ (ہماری طرف سے) تمہارے پاس لیکر آیا تھا تم لوگ ان باتوں کی نسبت شک میں ہی رہے تھے یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گیا (اور اس کی تعلیم بسبب تحریف تبدیل کے ضائع ہو گئی) پھر تم لوگ کہنے لگ گئے۔ کہ اللہ تعالیٰ آئندہ اس کے بعد ہرگز ہرگز کوئی رسول ہی مبعوث نہیں کریگا۔ اس کے جواب میں خدا فرماتا ہے کہ جو لوگ مسرف اور مرتاب ہوتے ہیں وہ اسی طرح کی باتیں ہی کہا کرتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو حد سے تجاوز کرنیوالے اور بغیر کسی صحیح سند اور علم کے جھگڑے کرنیوالے ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے ہی گمراہ کیا کرتا ہے۔ میرے خیال میں وہ لوگ حضرت یوسف ع کی نسبت خاتم النبیین کا لفظ نہیں بولتے تھے بلکہ وہ آئندہ کسی اور رسول کے آنے کے منکر تھے اور کہتے تھے کہ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ۲۴/۹ اور ایسی باتیں وہ اس واسطے کہتے تھے۔ کہ وہ حد درجہ کے بے دین اور دنیا پرست ہو گئے تھے اور خدا کے نزدیک مسرف اور مرتاب ٹھہر چکے تھے اور گمراہی کا سارٹیفکیٹ حاصل کر چکے تھے اور طویل مدت گذر جانے کے باعث فقست قلوبھم ۲۷/۱۸ کے وہ مصداق ہو گئے تھے اور جس غرض کیلئے رسول آیا کرتے ہیں۔ اس غرض کو بسبب غفلت کے وہ بھول چکے تھے۔ اول تو قرآن کریم سے حضرت یوسف علیہ السلام کی کسی ایسی کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ دوسرے یہ تعلیم حضرت یوسف علیہ السلام کی نہ تھی کہ مجھے خاتم النبیین کہو یا میری نسبت یہ کہا کرو کہ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ۲۴ کیونکہ قرآن شریف سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت یوسف ع کی نسبت ان لوگوں نے خاتم النبیین ۲۲/۲ کا لفظ تو ہرگز نہیں بولا بلکہ ان کا یہ کہنا کہ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ۲۴ لیکن یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم نہ تھا بلکہ ان کا اپنا افترا تھا ہمارے نبی کریم رسول عربی محمد مصطفیٰ رحمۃ للعالمین کی نسبت اللہ کریم نے خاتم النبیین ۲۲ کا لفظ استعمال کیا ہے اور آپ کو یہ ایسا عظیم الشان درجہ بخشا گیا ہے جو کسی اور نبی کو نہیں بخشا گیا اس لئے ہمارا یہ دعوےٰ ہے کہ جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں سمجھتا اور آئندہ کسی تشریعی یا پہلے نہ مستقل نبی کی آمد کا منتظر ہے وہ قرآن کریم کا منکر ہے کیونکہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن کریم ہے اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے۔ جو صاحب شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی پا سکتا ہو لیکن وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی۔ اسی لئے تمام قرآن مجید میں اس بات کا اشارہ تک بھی نہیں کہ آئندہ خدا تعالیٰ کی کلام کرنے والی صفت (نعوذ باللہ) معطل اور بیکار ہو جائیگی۔ اور یہ کہ آئندہ خدا تعالیٰ کسی صادق انسان کے ساتھ خواہ وہ کتنی ہی عبادت کرے اور صاف باطن ہو کر خواہ وہ کتنا ہی اس کے حضور گڑگڑائے۔ ہرگز ہرگز کلام نہ کریگا اور اپنی وحی ہرگز اس کی طرف نہ بھیجیگا۔ بلکہ قرآن کریم میں تو یہ لکھا ہے۔ یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ۲۴ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے امر سے روح یا وحی القا کرتا ہے۔ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اور پھر لکھا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا الخ الایۃ فی الآخرۃ ۲۴/۱۸ یعنے ان لوگوں پر جو اللہ تعالےٰ کے کلام پر چلنے میں استقامت دکھلاتے ہیں۔ فرشتے نازل ہوتے ہیں اور وہ ایسے لوگوں کے اسی دنیا میں ہی رفیق بن جاتے ہیں اور نہ صرف اسی قدر بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر نماز کی ہر رکعت میں یہ دعا مانگتے رہنے کی ہمیں ہدایت کی ہے۔ کہ صراط الذین انعمت علیہم (سورہ فاتحہ)

اور انعمت علیہم کی تفصیل بھی خود ہی اللہ کریم نے کئی جگہ قرآن کریم میں فرما دی ہے چنانچہ ایک جگہ فرماتا ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین یعنے انعمت علیہم وہ لوگ ہیں جو نبی صدیق شہید اور صالح ہوتے ہیں اور دوسرے لوگوں کی نسبت انعام الٰہی ان پر یہ ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے اور اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف ان کو بخشتا ہے۔ اسی دنیا میں فرشتے ان کے رفیق بن جاتے ہیں اللہ تعالےٰ ان کی دعاؤں کو خاص طور پر قبول کرتا ہے اور خدا کی طرف سے اسی دنیا میں ان کو مدد اور نصرت دیجاتی ہے اور ان کے دشمنوں کو آہستہ آہستہ تباہ برباد اور ناکام ہلاک کیا جاتا ہے۔ غرض آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچے طور پر اتباع کرنے سے ہر ایک انسان اپنی استعداد وسعت اور مقدرت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے منعم علیہ لوگوں کے فیوض اور برکات سے حصہ لے سکتا ہے اسی واسطے قرآن شریف میں خدا تعالےٰ نے آدم کی اولاد کو وعدہ دیا ہے کہ ہمیشہ تم میں سے بوقت ضرورت رسول ہوتے رہیں گے۔ جیسے فرمایا۔ یٰبنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم ۸ اور پھر قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام اور ان کے منکروں کے جس قدر قصہ جات درج ہیں۔ محض اس لئے ہیں تاکہ جب کبھی آئندہ ہمارے پاس آویں تو ان قصوں سے ہم عبرت پکڑیں جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب۔

غرض میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے دل سے خاتم النبیین ؐ سمجھتا ہوں لیکن ان کی نسبت یہ فقرہ بولنا کہ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ؐ اپنی ذلت اور ہلاکت کا موجب خیال کرتا ہوں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ جس قول کو خدا تعالیٰ مسرفوں اور گمراہوں اور فرعونیوں کی طرف منسوب کرتا ہو مومنوں کو بھی وہی قول بولنے کی ہدایت کرے بلکہ فرعونیوں کا واقعہ ہمارے لئے عبرت کی جگہ ہے نہ یہ کہ ہم ان کی اتباع کریں کیونکہ نہ ہی خدا نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ تم حضرت یوسف ؑ کے بعد لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ؐ کہنا اور نہ ہی ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ ہم ان مسرفوں اور مرتابوں کی طرح آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ؐ کے بعد لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ؐ کہیں۔ خاتم النبیین ؐ اور لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ؐ۔ دونوں قرآن کریم کی آیات ہیں اور میرے خیال میں ہر دو آیات آپس میں ہم معنی اور ہم مطلب نہیں ہیں بلکہ ان کے معنے ایک دوسرے سے بالکل الگ تھلگ ہیں لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ؐ کا یہ مطلب میرے خیال میں ہے کہ آئندہ کوئی رسول نہ ہوگا اور خاتم النبیین ؐ کا یہ مطلب ہے کہ آئندہ ایسے لوگ ہوتے رہیں گے جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی فیض حاصل کرکے خدا تعالےٰ کی طرف سے نبی بنائے جاویں گے اور یہ درجات وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل کیا کریں گے۔ اور اس نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت ان کی تصدیق کیا کرے گی اور اسی منہاج نبوت کے رو سے وہ سچے سمجھے جایا کریں گے اور خدا فرماتا ہے۔ دشمن جو نعوذ باللہ اس افضل الرسل نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم پر ابتر ہونے کا الزام لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اولاد نہیں وہ محض جھوٹے ہیں کیونکہ یہ تو خاتم النبیین ؐ ہے۔

یاد رہے کہ خاتِم اور خاتَم میں بڑا بھاری فرق ہے خاتِم اور چیز ہے اور خاتَم اور چیز۔ خاتِم کی ت کی زیر کیساتھ کے معنے ہیں ختم کرنے والا۔ یہ لفظ قرآن شریف میں نہیں آیا۔ بلکہ قرآن شریف میں لفظ خاتَم ت کی زبر کے ساتھ ہے جس کے معنے ہیں مہر۔ مثلاً اِبدال کے معنے اگر بدل کرنا ہے تو اَبدال کے معنے اولیاء اللہ کے ہیں۔ اِبطال کے معنے باطل کرنے کے ہیں۔ تو اَبطال کے معنے ہیں بہادر آدمی۔ ایسے ہی اِتباع کے معنے تابع ہونا اور اَتباع کے معنے تابعدار لوگ۔ اِجزا کے معنے جزا دینا اور اَجزا جمع ہے جزو یعنے کسی چیز کے ٹکڑے۔ اِحکام کے معنے مضبوط کرنا اور اَحکام جمع ہے حکم کی۔ اِحلاف کے معنے قسم دینا اور اَحلاف کے معنے ہم قسم و ہم عہد لوگ۔ اِخلاق کے معنے پرانا ہونا اور پرانا کرنا اور اَخلاق جمع ہے خلق کی۔ اُذن کے معنے گوش یعنی کان اور اِذن کے معنے اجازت اور ایسا ہی اِقداح کے معنے ہیں کسی کی ہجو کرنا اور اَقداح جمع ہے قدح کی یعنی پیالہ۔ غرض قرآن شریف میں جو لفظ بولا گیا ہے وہ خاتَم ہے نہ کہ خاتِم۔ اور خاتم النبیین منکروں کے ابتر والے اعتراض کا جواب ہے۔ جیسے فرمایا اللہ تعالےٰ نے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ط وکان اللہ بکل شیء علیما ۲۲

خاکسار محمد ظہیر الدین عفی اللہ عنہ از اروپ

بقایا داران اپنے بقائے صاف کریں

اثرِ جدید

الانصاف کے عنوان سے ایک مضمون عصر جدید کسی بد نہاد نامہ نگار کے قلم سے نکلا ہے جس میں انصاف کا خون کردیا ہے اگر انصاف اسی کا نام ہے تو حجاج بن یوسف کو لوگ یونہی متہم کرتے ہیں آپ نے اپنے چند خیالات کہئے یا توہمات کو مکالمہ کی صورت میں پیش کیا ہے تاکہ نفس لوامہ کی جنگ کے دونوں پہلوؤں کو اس پردہ میں دکھا سکیں۔

آپ ایک طرف لکھتے ہیں مرزا صاحب کی وفات کا اصلی مذہبی دنیا پر کوئی اثر نہیں۔ الا اشد مخالفین یا مریدین میں۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر آپ خود ہی فرمائیں کہ آپ کس گروہ میں سے ہیں کیونکہ متاثر ہوئے بغیر تو آپ بھی نہیں رہ سکے کیا سراسر یہ کیا جھوٹ اور افترا ہے کہ قادیانی فرقے کا انحطاط اس وقت سے شروع ہو چکا۔ جب سے عصر جدید میں قادیانی تحریک کا مضمون شائع ہوا یا ڈاکٹر عبد الحکیم کے رسالے شائع ہونے لگے۔ کیا یہ بات صرف کہنے کی ہے یا واقعات سے بھی ثابت ہو چکی ہے۔ کیا ایک مثال بھی ایسی پیش کی جا سکتی ہے کہ عصر کے مضمون یا عبد الحکیم کے کسی رسالے کو پڑھکر کوئی معتبر و مستند احمدی مرتد ہو گیا ہو۔ یا فرقے میں جو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی تھی۔ اس میں کسی قسم کا فرق پڑ گیا ہو۔ بلکہ میں خدا کے فضل سے اس بات کا ثبوت دے سکتا ہوں کہ پہلے دو چار سالوں میں جس قدر جوق در جوق لوگ اس فرقے میں داخل ہوئے تھے اس سے پہلے ہرگز نہیں ہوئے پھر عبد الحکیم کو بزعم خود اپنی پیش گوئی کے صحیح نکلنے پر بھی کامیابی ہونی چاہیئے تھی۔ کیا وہ ہو گئی۔ کیا دو چار معتبر احمدیوں نے بھی اس سلسلہ سے قطع تعلق کرکے اس کی بیعت کی۔ سچ فرمایا تھا خدا کے نبی نے کہ مقبولوں میں قبولیت کے نشان اور نمونے ہوتے ہیں پھر اس سے بڑھ کر ایک اور افترا جو معلوم ہوتا ہے کہ نامہ نگار نے بہتان باندھنے کا ٹھیکہ لیا ہے آپ بلا تحقیق بغیر کسی وجہ وجیہ کے بلا ثبوت بلا دلیل یہ لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کے بعض دعاوی کو مولوی نور الدین صاحب نہیں مانتے کیا تم لوگ کسی ایسے شخص کی مثال دیکھتے ہو جو کسی سے اختلاف بھی رکھتا ہو۔ اور پھر اس کے مشہور محض اس کے لئے اپنے تمام اعزاز و ذرائع آمد کو چھوڑ کر ایک چھوٹے سے گاؤں میں درویشانہ زندگی بسر کرے اور وہ جو امیرانہ ٹھاٹھ کر چکا ہو۔ یہ فقیرانہ طرز معاشرت رکھے کیا ایسی قربانی

میں اختیار اس بات کے بغیر ہو سکتا ہے کہ خلیفہ اپنے امام میں اپنے تئین فنا کر دے۔ تقوی خشیۃ اور نماز گذاری کی طمع پیدا کرنے کو آپ گرو گوبند سنگھ اور گوگا پیر کے مریدون کی تعداد بڑھنے سے حل کرتے ہین اس پر اگر اس عینک کی تعریف کی جائے جو آپ کو سیاہ و سفید یکسان دکھا رہی ہے تو بے جا نہ ہو گا۔

آپ یہ تسلیم کرتے ہین کہ تعلیم یافتہ ان کے پیرو ہین اور یہ کہ بجائے پاج اور گانے وغیرہ کے تقوی کی تعلیم دیتے تھے مگر اس کی وجہ صرف لوگون کو پھانسنا بتلاتے ہین۔ مین نہین سمجھ سکتا۔ کہ اس شخص کے پاس عیسائیون اور آریون کے اس اعتراض کا کیا جواب ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نماز روزہ اخلاق حسنہ کی ہدایت محض ڈاکے مارنے اور ایک جماعت بنانے کے لئے تھی اس بدظنی کا تو کوئی ٹھکانا نہین۔ معلوم ہوتا ہے شیعیت کی رگ اس مضمون کے لکھتے وقت خاص جوش مین ہے کسی سُنّی نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکرؓ نے جناب رسالتمآب کو اپنے کندھون پر اٹھا لیا اور پھر ایسے وقت مین جبکہ دشمنون کا ہر طرف سے نرغہ تھا اور خدا کا نبی اپنی جان بچانے کیلئے بھاگا جا رہا تھا اس نے ساتھ دیا اور سانپ سے اپنا ہاتھ ڈسوا لیا مگر اُف تک نہ کی

اس پر وہ شیعہ جس کے جسم کے پتلے مین بدظنی کا گارے کا خمیر تھا۔ بولا۔ کہ کندھون پر اٹھانا صرف اس لئے تھا۔ کہ پیچھے سے آنیوالے کافر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر گرفتار کرلین اور ساتھ اس لئے گئے کہ ابوبکرؓ کی تہ سے محفوظ رہین اور وہ میرے خلاف کوئی کارروائی نہ کریگے اور سانپ نے اس لئے ڈسا کہ وہ نبی کریم کو پکڑوانا چاہتا تھا۔

تھا بس اسی طرح معزز مضمون نگار کا حال ہے اگر یہ بات پیش ہوتی ہے کہ اگر وہ مفتری و کذاب تھا۔ تو کیا اس تزکیہ نفوس اور پاک تعلیم کا سرچشمہ کوئی مفتری ہو سکتا ہے ؟ اس کا جواب ملتا ہے یہ لوگون کو پھانسنے کے لئے تھا۔ اگر تعلیم یافتہ اور معزز علماء کا اس فرقہ مین داخل ہونا پیش کرتے ہین تو آپ فرماتے ہین وہ سب جہلا ہین کیا آپ کے نزدیک جاہل و عالم مین کوئی مابہ الامتیاز ہی ہے ؟ یا صرف یہی کہ وہ احمدی فرقہ مین داخل ہو گیا۔ "ایک شخص کھڑا ہوا اور چند حضرات کو ملا کر کارخانہ بنا لیا" اس کلام سے ہمارے کان ناآشنا نہین کیونکہ اس بدقسمت فرقے کے لوگ ہمارے نبی کریم پر بھی یہ اعتراض کر چکے ہین۔ پس جو جواب

ان کیلئے دیا جا سکتا ہو وہی یہان ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ اگر یہ سب کچھ دوکان چلانے کے لئے تھا تو مسیح موعود اپنے لڑکے کو کیون جانشین نہ بنا گیا۔

ایک طرف تو تم یہ کہتے ہو کہ اصل شخص جو اس تحریک کا مرکز تھا وہ زندہ ہے اور اس کا نام نور الدین ہے دوسری طرف کہتے ہو کہ فرقے کا زور کم ہو جائیگا اور کہ اب خلیفہ امام کے منشاء کے خلاف اسمین اصلاح کریگا اور قادیانی تحریک کا خاتمہ ہو جائیگا۔ عجیب بات ہے جب اصل مرکز کو کام کرنے کا موقعہ ملے تو فرقہ بجائے ترقی کے تنزل کرے۔ یہ فیصلہ کس عقل سے دیا گیا ہے۔

حضرت مسیح کی وفات کے بعد جو کچھ ہونا تھا ہو چکا اور آپ ابھی تک یہ راگ الاپ رہے ہین کہ آہستہ آہستہ صحیح دماغ لوگ نکل جائینگے۔ کیا اس سلسلہ پر اس کے بانی کی وفات سے بڑھ کر بھی کوئی زلزلہ آسکتا ہے۔ جب اس پر یہ جماعت ثابت قدم رہی تو اب آگے کونسا موقعہ رہ گیا۔ صحیح دماغ ہونے کا کوئی مقیاس بھی آپ کے پاس ہے یا ملا دو پیازہ کے بہشتی لباس کی طرح یہ فرماتے ہو کہ جو حلال زادہ ہوا اُسے نظر آجائیگا۔ آسمانی نکاح۔ عبدالحکیم۔ ثناء اللہ کے متعلق جماعت کی طرف سے مفصل جواب نکل چکے ہین۔

خلیفۃ المہدی بیعت لیتے وقت جب یہ اقرار کراتے ہین کہ مین ان شرائط پر بیعت کرتا ہون جن پر مسیح و مہدی بیعت لیتے تھے تو باقی کونسی بات رہگئی جو آپ لکھتے ہین کہ کتاب اللہ اور حدیث کے ساتھ الہامات حضرت اقدس و تصانیف مہدی پر ایمان لانے کی شرط کیون نہین لگائی۔

مجھے اس نرالی منطق پر تعجب آتا ہے کہ ایک طرف آپ سیدنا مرزا صاحب کو ایسا چالاک شخص بتلاتے ہو کہ اس نے بڑے بڑے علماء کو گانٹھ لیا۔ دوسری طرف کہتے ہو۔ کہ وہ ایک سیدھا آدمی تھا جسے اس کے ساتھیون نے دھوکہ دیا اور پھر یہ بھی مانتے ہو کہ اپنے نفع و ضرر سے غافل نہ تھا اس کے بعد آپ عربی تصانیف کیمتعلق لکھتے ہین کہ یہ سب ان کی نہین مجھے اس پر شبہ ہے یہ اعتراض بھی کوئی نیا اعتراض نہین۔ کہنے والے تیرہ سو برس پہلے انما یعلمہ بشر کہہ چکے ہین یہان بھی ہم وہی دلیل دیتے ہین جو اس اُمّی نبی کیلئے دیگئی ہے کہ خدا تعالی نے مولوی نور الدین صاحب کے طرز تحریر مین ایسا بین فرق رکھا ہے کہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مسیح کے کلام مین ہرگز نور الدین کا دخل نہین بلکہ مین تو یہان تک اعتقاد رکھتا ہون کہ حضرت اقدس

کے کلام کے بعض حصص کو آپ بغیر مدد لغات سمجھ بھی نہین سکتے میرے پاس اس کا ثبوت ہے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مین حضرت اقدس کی ایک نظم کا ترجمہ کر رہا تھا اس مین بعض الفاظ کی نسبت مجھے تامل تھا مین نے انہین مولوی نور الدین صاحب کی خدمت مین پیش کیا میرے خلاف توقع مولوی صاحب نے مجھے کہا کہ مین غور کرکے بتاؤن گا۔ کتاب مع نوٹ کردہ لفظون کے یہان رکھ جاؤ۔ دو دن کے بعد آپ نے مجھے ۲۵ لفظون مین سے ۱۵ الفاظ کے معنے لکھ کر بھیجے کوئی وجہ نہین ہو سکتی کہ اگر آپ جانتے تو مجھ سے ان کا اخفا کرتے اور ایک عالم یون ہی گوارا نہین کرتا کہ اپنے علم کی نسبت کسی کو شک کا موقعہ دے اس وقت سے مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت امام موعود جو کچھ لکھتے ہین وہ محض خدا کی تائید سے لکھتے ہین پھر ایک اور صورت بھی ہے وہ یہ کہ اب تم منتظر رہو اور مین دعوے سے کہتا ہون کہ اس قسم کی فصیح و بلیغ کتاب کوئی شائع نہ ہو گی اگر یہ سب اس امام کی طرف سے نہ تھا بلکہ یہان کے موجودہ لوگون کی کارروائی تھی تو یہ موقعہ ابھی انہین حاصل ہے۔ ہم نے کبھی نہین سنا کہ کوئی شاعر ہو اور کسی موقعہ پر اس کی شاعری چھپی رہے۔ کوئی ادیب ہو اور اس کا علم ادب مخفی رہے مولوی نور الدین صاحب یا دوسرا کوئی مولوی جو امام موعود کو کتابین لکھ دیتا تھا اگر واقعی یہ طاقت رکھتے ہین تو بیعت سے پہلے یا بعد ان کی کسی کتاب سے یہ نمونہ دکھانا چاہیئے۔

اب مین اس مضمون پر تنقید کرتے کرتے اس مقام تک پہنچ چکا ہون۔ جہان فاضل مضمون نویس اپنی تحقیق کے اعلی معراج کو پہنچ گئے ہین اور آپ نے اپنی تحقیق۔ تفتیش۔ غور کا اعلی نمونہ پیش کرکے ہمین یہ بتا دیا ہے کہ کس قدر واقفیت اور گہرے مطالعہ و غور و فکر کے بعد یہ مضمون لکھا گیا ہے۔ جو ہمارا فاضل صحیح قیاس کی بناء پر چند پیشگوئیان کرنے پر بھی قادر ہو گیا۔ سنو! اور ذرا جگر تھام کر سنو! کیونکہ یہ فقرہ ثابت کر دیگا کہ کس قدر عرق ریزی اور کتنی راتون کو دن کرنے کے بعد آپ نے یہ مضمون لکھا ہے۔ فرماتے ہین۔ اِس فخریہ اور خوشی کی نظم کو دیکھتا ہون۔ جو ایک مخالف آریہ کے مرنے پر اور اس کے جوان بیٹے کے فنا ہو جانے پر دو ڈیڑھ سال قبل مرزا صاحب کی طرف سے شائع ہوئی تھی۔ جسکی عبارت ایسی کچھ تھی۔

اُنھین مرنا ہمارے گھر مین شادی

فسبحان الذی اخزی عبادی *

آپ اس بات کے ثبوت مین کہ مرزا صاحب کے مُریدون مین روحانیت نہین دو تین واقع پیش کرتے ہین ایک یہ کہ پٹیالہ مین عصر جدید کے ایڈیٹر کی صغیر سن بچی تھی۔ مرزائی اس کی خبر

* ملکہ بیچارہ ان کی ساس ہین

لیتے۔ کہ اس کی پیشین گوئی کروائی جائے۔ بندۂ خدا کبھی حسن ظن سے بھی کام لے لیا کرو۔ اس طرح تو ہر ایک ہمدردی کے فعل کو بُرے ارادے میں لیا جا سکتا ہے۔ دوسرا واقعہ آپ لکھتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کا استقبال راولپنڈی میں تین سال کے قریب ہُوا۔ حضرت اقدس راولپنڈی کب گئے ؟ ہمیں تو معلوم نہیں اور ہمارے حافظے اور ہماری تو اس قسم کے ناواقع شدہ واقعات کو یاد کرنے سے قاصر ہے۔ کیا آپ کسی خواب کا تذکرہ تو نہیں کر رہے۔ حضرت مرزا صاحب کے استقبال کا تذکرہ اگر ہُوا۔ تو خدا کی اس پیشگوئی کے اظہار کے لئے جو براہین میں پچیس برس پہلے ہو چکی تھی۔ کہ "یاتون من کل فج عمیق" اور "لا تصعر لخلق اللّٰہ ولا تسئم من الناس"۔ آپ تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہونے کے ذکر کو بھی روحانیت کے خلاف سمجھتے ہوں گے۔ روحانیت شاید اسی کا نام ہے۔ کہ آدمی اکیلا مر جائے۔ حالانکہ حدیث میں ہے کہ مومن اکیلا نہیں رہ سکتا اور خدا کے مقبولوں میں ایک جذب رکھا جاتا ہے جس کی وجہ سے لوگ ان کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں۔ یہ الزام کہ شوکت میرٹھی سے کہا گیا تھا معاوضہ لو۔ خلافت تحریریں لکھو یہ ایک بہتان ہے۔ جس کا جواب ہمارے پاس لعنت اللہ علی الکاذبین ہے شوکت صاحب زندہ ہیں ان سے تصدیق کرائیے۔ ہم وہ خط بھی دکھا سکیں گے۔ کہ یہ اقدام کس کی طرف سے ہوئی تھی۔ جناب من! یہ ایک مشہور بات ہے کہ مصر کے کسی آدمی نے انہیں خط لکھا کہ مجھے اپنا ماہوار رسالہ فری میں آپ کے مذہب کی اشاعت کرون آپ نے جواب لکھا تھا کہ ہمیں ایسے کرایہ کے ٹٹوؤں کی ضرورت نہیں۔ ہمارا کام ملائکہ کر رہے ہیں۔

قادیانی تحریک ختم ہو چکی۔ یہ غلط ہے۔ یوں کہئے کہ قادیانی تحریک کا اب آغاز ہُوا۔ کیونکہ پچیس برس تک صرف تعلیم ہوتا رہا۔ اور اب وہ تعلیم حرکت میں آئیگی اور اپنا کام کرے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ (اکمل)

مخالفین کے اعتراضات اور ان کے جوابات

ذیل کا مضمون جو صوفی غلام رسول صاحب نے بہت توجہ اور محنت سے لکھا ہے کسیقدر ترمیم کے بعد فائدہ عام کیواسطے درج اخبار کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

سوال نمبر ۱۔ مرزا صاحب عبدالحکیم کی پیشگوئی کے مطابق فوت ہوئے اگر آپ سچے تھے تو دشمن کی ایسی زد کے نیچے کیوں آئے جس سے شماتت اعدا ہوئی۔ بہت طرفہ یہ کہ مرزا صاحب فوت ہو گئے لیکن عبدالحکیم جس کی نسبت آپ نے مباہلے کے طور پر پیشگوئی شائع کی تھی وہ زندہ موجود۔

جواب۔ یہ محض غلط ہے کہ آپ عبدالحکیم کی پیشگوئی کے مطابق فوت ہوئے بلکہ آنجناب کی وفات تو خود اپنی پیشگوئی کے مطابق ہوئی اور یہ عبدالحکیم کی شرارت ہے کہ اس نے باوجودیکہ اُسے خبر تھی کہ مرزا صاحب نے اپنی وفات کے متعلق پیشگوئی کی صورت میں کئی الہامات شائع کر دیئے اور پھر اس نے پیشگوئی کر دی جو بالآخر میدان مقابلہ میں معیار صدق و کذب کی پرکھ سے جھوٹی ثابت ہوئی اور کچھ تعجب نہیں کہ اس کے ہم شیطان نے اس کی پیشگوئی کا نتیجہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی سے ہی چرایا ہو کیونکہ الامن استرق السمع کا آئی ارشاد بھی تو حق ہے تو پیچھے فاتبعہ شہاب مبین کے وارد ہونے سے وہ سرو قد بہتر نخیب باطل کے ساتھ خلط ملط ہونے سے شیاطین الانس کیوں نہ ہو جائے اس لئے ہم یقینی طور سے عبدالحکیم کی اس پیشگوئی کو خود ساختہ اور افترا اور من گھڑت اور تہوبھنے تو قرار نہیں دے سکتے ان پہ کہتے ہیں کہ اس کی دماغی بنیاد کے نادرست اور غلط ساپنچے کے وہ غلط تہور اسنت تھی جو کہ حضرت مرزا صاحب کی عداوت اور دشمنی کے تہ مشق کہ آخر اضغاث احلام یا شیطانی الہام کی صورت میں قالب ناساز کی طرح ہر آتے ہے یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ مرزا صاحب نے تین پیشگوئیاں کی تھیں لیکن ان میں سے پوری ایک بھی نہ اتری اور یہ تین پیشگوئیاں بھی اس نے مرزا صاحب کی پیشگوئی پوری کرنے کے لئے کی تھیں ورنہ وہ نہ کرتا۔ مرزا صاحب نے تو اپنی وفات کے متعلق خدا نے فرمایا ہے کہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اس دن سب پر اداسی چھا جائیگی۔ یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا پھر تیرا واقعہ ہوگی۔ یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا یہ جو تین دفعہ فرمایا یہ مرتد کی تین جھوٹی پیشگوئیوں کیطرف ہی اشارہ معلوم ہوتا ہے یعنے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تک مرتد تین پیشگوئیاں نہ کرے تب تک تیرا واقعہ نہیں ہوگا اور جب وہ تین پیشگوئیاں کریگا تو اس کے بعد پھر تیرا واقعہ ہوگا۔ اب دیکھو کہ یہ پیشگوئی کیسی پوری ہوئی۔ مرتد کو اگر خبر ہوتی کہ میں ان تین پیشگوئیوں سے مرزا صاحب کی پیشگوئی کو پورا کرنے لگا ہوں تو کیا وہ جانی دشمن ایسا کر سکتا تھا۔ مگر قربان جائے خدا تعالیٰ کی حکمت عملیوں پر کہ اس نے دشمن کی آنکھ میں کیسی مٹی ڈال کہ وہ باوجود دیکھنے کے پھر دیکھ نہ سکا۔

چشم باز و گوش باز و این ذکا
خیرہ ام از چشم بندی خدا

یہ تو اس کی تین پیشگوئیوں کی نسبت پیشگوئی تھی جو پوری ہوئی۔ ان ان تینوں کے جھوٹا نکلنے کے متعلق بھی خوب کھولکر بیان فرما دیا۔ دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۵۰

واللّٰہ یعلم کل خیط مکائید۔ للیّن تحمیل (دشمن بد ملبوم۔ یعنی ہمارا ایک مکر کا دھاگا توڑ دیا جائیگا خواہ وہ نرم مکر ہے یا سخت مکر۔ اب دیکھو لفظ مکائد کو جمع کا اطلاق جمع پر جو دو دُنیا وی پر ہوتا ہے اس سے مراد عبدالحکیم کی تین پیشگوئیاں معلوم ہوتی ہیں۔ جن کو دھاگوں سے تعبیر کیا گیا ہے پھر ان تینوں کی نسبت عذری کے ساتھ اور قسم کے ساتھ یہ فرمایا کہ مرتد کی یہ تینوں پیشگوئیاں جو ایک قسم کے مکر کے دھاگے ہیں اور خواہ وہ نرم ہیں یا سخت سب ٹوٹ جائیں گے یعنی مرتد کی ساری پیشگوئیاں جھوٹی نکلینگی۔ دیکھو آپ کی یہ پیشگوئی بھی کیسی پوری اُتری۔ اور اس کے ضمن میں اسبات کیطرف بھی اشارہ فرمایا کہ اس کی یہ تین پیشگوئیاں جو مکر کے دھاگے ہیں ایک طرح کی نہیں ہونگی بلکہ بعض سخت دھاگے کی طرح ہونگی اور بعض نرم دھاگے کی طرح۔ چنانچہ مرتد کی تین سال والی پیشگوئی اور اس کی چودہ ماہ والی پیشگوئی اگر وہ خدا کے قادرانہ تصرف سے خود ہی رد کرکے نہ توڑ دیتا تو بیشک یہ دونوں پیشگوئیاں مکر کے سخت دھاگے تھے کیونکہ حضرت مرزا صاحب تین سال کے اندر بھی فوت ہوئے اور چودہ ماہ کے اندر بھی لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے تصرف کا اظہار کرکے اس کے دل کو پھیر دیا جس سے خود بخود اس نے اپنی ان دونوں پیشگوئیوں کو اگست والی تیسری پیشگوئی سے رد و بدل کرکے توڑ دیا۔ اور چونکہ تیسری پیشگوئی جس میں اس نے یہ ظاہر کیا تھا کہ مرزا ۴ اگست مطابق ۱۲ ساون کو مر جائیگا لیکن آپ کی وفات اس سے پہلے ۲۶ مئی کو واقعہ ہو گئی گو یہ پیشگوئی ہی اس کی ایک مکر کا دھاگہ تھا مگر یہ پہلی دو پیشگوئیوں کے مقابل پر نرم دھاگہ ہے اور یہ نسبت ان کی اتنا سخت نہیں۔ الحمدللہ کہ یہ الہام کیسی صفائی سے پورا ہوا اور حضرت اقدس جناب مرزا صاحب کے وہ الہامات جو آپ نے مرتد کے مقابلہ میں شائع کئے تھے ان میں سے سچے جھوٹے کی پرکھ کیلئے بطور فیصلہ شائع کئے تھے ان سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ سچے جھوٹے کا فیصلہ سچے جھوٹے کی موت اور سچے کی حیاتی کو قرار دیا تھا بلکہ الہامات ... فرماتی ہیں صادق و کاذب لکھا ہے۔ یعنی ... تم پہلے اللہ جھوٹے میں فرق کرکے دکھلا اب اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ سچے جھوٹے کی پرکھ کیلئے سچے کا زندہ رہنا

...جھوٹے کی موت ہی مابہ الامتیاز قرار پایا ہے بلکہ فیصلہ تو صدق و کذب کا فریقین کے صدق کذب کے کھل جانے پر متعین ہوا۔ خواہ کسی صورت سے ہو لیکن اس سے کسی پہلو کا تعین نہیں پایا جاتا۔ کہ صدق کذب کی پرکھ فلاں پہلو ہی خاص ہے جیسا کہ نفس الہام سے مفہوم ہوتا ہے مگر افسوس کہ نادان دشمنوں نے پیچھے سے یہ چٹکلے چھوڑ دیئے کہ مرزا صاحب مباہلہ کے چکر میں آ کر فوت ہوئے۔ و لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ بھلا کوئی ہمیں بتلائے تو سہی کہ کس جگہ اور کس کتاب میں یا اشتہار میں مباہلے کا ذکر پایا جاتا ہے جس کے چکر میں آ کر جناب ممدوح فوت ہوئے۔ یہ محض مخالفوں کی شرارتیں ہیں جن سے وہ بمقتضائے طبیعت اپنی کے بقول ع

نیش عقرب نہ از پئے کین است ۔ مقتضائے طبیعتش این است

کسی طرح سے باز نہیں آتے۔ ہاں بالآخر خدا تعالیٰ نے جھوٹے سچے کی پرکھ کے لئے ایک ایسا امر پیدا کر دیا جس کے ذریعہ سے دونوں فریق کا صدق کذب بواسطہ معیار فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول اچھی طرح سے کھل گیا۔ یعنی ایک امر کی نسبت قبل از وقت دونوں فریق کو پیشگوئی کرنے سے۔ اور وہ امر حضرت مرزا صاحب کی وفات کا مسئلہ تھا جس کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے بھی پیشگوئی فرمائی اور فرمایا کہ میری وفات کے دن بالکل قریب ہیں یہاں تک کہ آپ نے سال وفات ماہ وفات روز وفات مقام وقت سب کچھ بتلا دیا۔ اور پھر اسی طرح ظہور میں آیا۔ چنانچہ آپ کے الہامات مندرجہ اخبار الحکم و بدر اور آپ کے مقابلہ پر عبد الحکیم نے بھی پیشگوئی کی۔ بلکہ تین پیشگوئیاں پہلے شائع کیں۔ کہ مرزا صاحب تین سال کو مر جاویں گے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد کہا کہ تین سال کی میعاد نہیں بلکہ چودہ ماہ پھر ابھی چودہ ماہ کی پیشگوئی کا زمانہ بھی درمیان ہی تھا جو پھر اس نے یہ شائع کر ڈالا۔ کہ مرزا صاحب ۴ اگست مطابق ۲۱ ساون کو مر جاویں گے اور پھر آخر یہ بھی پیشگوئی جھوٹی نکلی کیونکہ حضرت اقدس تو ۲۶ مئی کو رحلت فرما گئے۔ پھر کجا مئی اور کجا اگست ع ۔ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔

اخیر میں خدا تعالیٰ نے فیصلہ کی رو سے کیسا ثابت کیا کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے سچے مرسل تھے۔ جنہوں نے اپنی پیش گوئی کا سر غیب خدائے عالم الغیب کے سرچشمہ غیب سے پایا جو حرف بحرف پورا اترا۔ اور آپ کے مقابل پھر مرتد صاحب کی ذلت اور ناکامی کی حسرت اور ندامت کے جوتوں سے کیسی سرکوبی کی اور کیسا ثابت کیا۔ کہ اس پیشگوئی کے الہامات خدا کی طرف سے نہیں تھے بلکہ شیطان کی طرف سے تھے۔ مرتد صاحب کا بار بار پیشگوئی پہ پیشگوئی کرتے جانا اس بات کی خبر دیتا ہے۔ کہ اس نالائق اور بدبخت انسان کے اندر کے کینہ اور غضب نے اسے یہ [illegible] سکھایا تھا کہ شاید کسی پیشگوئی کا ہی مرزا شکار ہو اور میرے اندر کا دوزخ کچھ ٹھنڈک پائے پر یہ کہاں کیا وہ جو دوزخ کی آگ سے پیدا ہوا وہ پانی سے آرام پا سکتا ہے۔ یا پانی اسے مل سکتا ہے۔ حضرت اقدس جناب مرزا صاحب کی تحقیر کے لئے اس نے بہتیری کوششیں کیں مگر وہ خدا جو اپنے راستباز بندوں کا حامی ہے کیا اس کا مقبول بندہ کسی دشمن سے ذلیل ہو سکتا ہے یا ایک کاذب صادق کی طرح اس کی جناب میں عزت پا سکتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے اس مقابلہ میں صدق کذب کا معیار دراصل ایسے امر کو ہی قرار دیا تھا جو آیۃ فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول کے نیچے آپ کی وفات کے متعلق پیشگوئی کی صورت میں ظاہر ہو

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)